تحریک جدید کے سال نو کا اعلان

تحریک جدید کے تحت ابتدائی واقفین کا ایمان افروز تذکرہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ رنومبر ۱۹۹۰ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

آج سے تقریباً ۵۶ برس پہلے کی بات ہے کہ اکتوبر کے مہینے کے آخر پر حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی بار تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ ۱۹ راکتوبر کے خطبے میں آپ نے یہ ذکر فرمایا کہ یہاں ایک بہت بڑی احرار کانفرنس ہونے والی ہے۔ یہ احرار کانفرنس اس غرض سے قادیان میں منعقد کی جارہی تھی کہ ایسے منصوبے بنائے جائیں کہ قادیان سے ہی نہیں، تمام دنیا سے یا تمام دنیا سے ہی نہیں قادیان سے بھی جماعت احمدیہ کو یکسر مٹادیا جائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا بھر میں کوئی بھی نام لیوا نہ رہے اور اسی قسم کے بلند و بانگ دعادی اس کانفرنس میں کئے گئے اور یہ اعلان کئے گئے کہ ہم اس بستی قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ اور احمدیت کا نام ونشان دنیا سے اس طرح محو ہو جائے گا کہ اگلی نسل تک کسی کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ احمدیت نام کی کوئی چیز تھی بھی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کانفرنس دو دن تک شروع ہونے والی ہے یعنی ۲۱ تاریخ کو اور میں اس کانفرنس کے بعد ایک تحریک کا اعلان کروں گا جو اپنے نتائج کے لحاظ سے اور اپنے اثرات کے لحاظ سے بہت ہی عظیم الشان اور بہت دور رس نتائج کی حامل تحریک ہوگی مگر ذہنی طور پر میں جماعت کو تیار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تحریک قربانیوں کے بہت سے مطالبات کی تحریک ہے۔

جس حد تک قربانیوں کے مطالبات میں تم لوگ لبیک کہو گے اسی حد تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیشمار افضال نازل ہوں گے۔ پس اکتوبر کے آخر پر یا ۲۶ / اکتوبر کے خطبہ جمعہ میں یا اس کے بعد ۲ / نومبر کے خطبہ جمعہ میں آپ نے باقاعدہ تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ آج یہ حسن اتفاق ہے کہ ہمارے امسال کے جمعے بھی ان ہی تاریخوں میں واقع ہو رہے ہیں جن تاریخوں میں ۱۹۳۴ء کے جمعے واقع ہوئے تھے۔ پس اگر وہ اعلان ۲ / نومبر کو تھا تو آج ۲ / نومبر ہے اور ۲ / نومبر ہی کو میں اس پہلی تحریک کی یاد جماعت کو دلانی چاہتا ہوں۔

وہ بہت ابتداء کے، غربت کے دن تھے جبکہ جماعت احمدیہ کو سوائے چند دوسرے ملکوں کے دنیا میں کہیں بھی کوئی نفوذ نہیں تھا۔ اس وقت تمام دنیا میں جو چھوٹی چھوٹی بیرونی جماعتیں ابھی قائم ہوئی تھیں ان میں ایک انگلستان تھا جہاں مشن قائم ہو چکا تھا۔ یہ مسجد جس میں میں آج یہ خطبہ دے رہا ہوں اس کی تعمیر ہو چکی تھی اور اس کے علاوہ مشرقی افریقہ میں کینیا، دارالسلام، ٹانگانیکا وغیرہ میں پاکستان سے یا ہندوستان سے گئے ہوئے صحابہؓ نے جماعتیں قائم کی تھیں اور دیگر مخلصین نے، کچھ مقامی افراد بھی ہوئے لیکن بہت کم، معدودے چند۔ اسی طرح سری لنکا میں بھی خدا کے فضل سے جماعت قائم ہو چکی تھی۔ انڈونیشیا میں بھی جماعت قائم ہو چکی تھی اور عرب ممالک میں سے عدن میں اور ایک دو اور مقامات پر جماعت قائم تھی۔ تو کل تعداد جہاں تک میں نے نظر دوڑائی ہے اس وقت بارہ تھی اور تحریک جدید کے مطالبات کو جماعت نے اس اخلاص کے ساتھ، اس قدر غیر معمولی جوش و خروش کے ساتھ قبول کیا اور وفا سے ان پر ایک لمبے عرصے تک قائم رہے کہ آج یہ ان ہی اولین مجاہدین کی قربانیوں کا پھل ہے جو ہم کھا رہے ہیں اور یہ وہی تحریک ہے جو اب بڑھ کر ایک عظیم تناور درخت بن چکی ہے اور دنیا کے ۱۲۴ ممالک تک اس کی شاخیں پھیل چکی ہیں اور تنے بھی لگ چکے ہیں یعنی جڑیں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ باہر کے ملکوں سے ایک تناور درخت کے سائے ہیں جو پھیل رہے ہیں بلکہ جہاں جہاں بھی یہ درخت یا اس کی شاخیں پہنچتی ہیں وہاں نئی جڑیں قائم ہوتی ہیں اور برگد کے درخت کا سا حال ہے جو اگر اسی طرح مسلسل چلتا رہے تو کہتے ہیں کہ کبھی مر ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ جوں جوں بڑا ہوتا چلا جاتا ہے، اس کی شاخیں پھیلتی ہیں، ان شاخوں میں سے پھر ایسی باریک رگیں سی اُترتی ہیں جو Tubes کی طرح زمین کی طرف بڑھتی ہیں اور زمین تک پہنچ

کر پھر وہ جڑیں خود پیدا کرتی ہیں اور جب جڑیں قائم ہو جاتی ہیں تو وہی باریک سی رگ جو پہلے ایک کونپل کی طرح معمولی سی پھوٹتی ہے وہ ایک بہت مضبوط تنا بن جاتی ہے اور پھر اس سے برگد کا درخت مزید پھیلنے لگتا ہے۔ پس الٰہی جماعتوں کی دنیا میں نشر و اشاعت کی ایسی ہی مثال ہوا کرتی ہے۔ اولین دور میں اسلام بھی اسی طرح دنیا میں پھیلا تھا اور اس آخرین دور میں بھی اسلام کا احیائے نو جو جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہو رہا ہے وہ اسی طریق پر ہو رہا ہے۔

پس اس گزشتہ چھپن ۵۶ سال کے عرصے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ چند جماعتیں جو معدودے چند ہی نہیں بلکہ اپنی قوت اور کمیّت اور کیفیت کے لحاظ سے بھی بہت کمزور تھیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۲۴ ممالک میں پھیل گئیں اور ہر جگہ جڑیں قائم کیں اور سب جڑیں زمین میں خوب گہری پیوستہ ہو گئیں اور ان کے تنے اب بلند ہو رہے ہیں اور بعید نہیں کہ وہ بھی آئندہ چند سالوں میں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔

جہاں تک مشنز کا تعلق ہے اس وقت دنیا بھر میں تبلیغی مشن جن میں باقاعدہ احمدی مبلغین کام کر رہے تھے اور تبلیغی مراکز تھے، چھ تھے اور آج ان کی تعداد ۱۰۳۰ تک پہنچ چکی ہے۔ جہاں تک چندوں کا تعلق ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پہلی تحریک ساڑھے ستائیس ہزار کی کی اور اس زمانے کے لحاظ سے جماعت اتنی غریب تھی کہ ساڑھے ستائیس ہزار ہندوستانی روپیہ ایک بہت بڑی تحریک معلوم ہوئی اور بہت سے سننے والے خوفزدہ تھے کہ کس طرح یہ تحریک پوری ہوگی۔ کس طرح جماعت اس پر لبیک کہہ سکے گی لیکن اس قدر عشق اور والہانہ جذبے کے ساتھ جماعت نے اس تحریک پر لبیک کہی کہ جنوری کے خطبے میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ میں نے ساڑھے ستائیس ہزار کی تحریک کی تھی اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے امید تھی کہ اتنا روپیہ پورا ہو جائے گا لیکن اب تک ۳۳ ہزار روپے نقد وصول ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ چھبیس ہزار سے زائد کے وعدے آچکے ہیں۔ اس زمانے میں یہ اتنی بڑی تحریک سمجھی گئی کہ ہندوستان کے متفرق اخباروں نے، ہندو اخباروں نے بھی اور مسلمان اخباروں نے بھی اور عیسائی اخباروں نے بھی اس بات کا نوٹس لیا اور بڑے بڑے مقالے لکھے گئے، اداریئے لکھے گئے، بڑی بڑی سرخیاں لگائی گئیں کہ دیکھو خلیفہ قادیان کتنا زیرک ہے اور کتنا اپنی جماعت کو آگے لے جا چکا ہے اور جماعت کا بھی حال یہ ہے کہ ساڑھے ستائیس ہزار کی تحریک کی اور

۳۳ ہزار نقد پیش کر دیا اور ابھی وہ تحریک جاری ہے اور پھیلتی چلی جارہی ہے۔ ہندو اخباروں نے ہندوستان کے ہندوؤں کو متنبہ کیا اور کہا اس کو معمولی بات نہ سمجھو۔ آج چاہئے کہ ہم خلیفہ قادیان کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اپنے لوگوں اور اپنے اپنے علاقوں میں اسی قسم کے جذبے پیدا کریں اسی قسم کی تحریکیں کریں۔ اس طرح مذاہب زندہ ہوا کرتے ہیں، اس طرح قربانیاں ہیں جو نئے نئے رنگ لاتی ہیں اور قوموں کو غیر معمولی طور پر قوت بخشتی اور آگے بڑھاتی ہیں۔ بہر حال مختلف الفاظ میں مسلمان معاند اخباروں نے بھی اور تائید کرنے والے شریف اخباروں نے بھی اسی طرح ہندو، عیسائی اور دیگر اخباروں نے اس تحریک کا بہت سخت نوٹس لیا۔ تعریفی رنگ میں بھی بہت بڑا نوٹس لیا اور مخالفت کے رنگ میں بھی بہت بڑا نوٹس لیا اور زیرک لوگ سمجھ گئے کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس کے بہت بڑے اور عظیم الشان نتائج ظاہر ہونے والے ہیں۔

جہاں تک واقفین کا تعلق ہے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک کے نتیجے میں نوجوانوں کا جو پہلا دستہ دنیا میں پھیلایا گیا ان کے نام میں آپ کو پڑھ کے سناتا ہوں کیونکہ آج ہم میں سے بہت کم ایسے ہیں جو تاریخ احمدیت پڑھنے کا شوق یا وقت رکھتے ہیں یا انہیں تاریخ احمدیت جو مولوی دوست محمد صاحب نے بڑی محنت سے لکھنی شروع کی ہوئی ہے اس کی جلدیں ہی مہیا ہیں یا دستیاب ہیں تو اس پہلو سے کبھی کبھی پرانی تاریخ کو دوہرا دینا چاہئے تا کہ نئی نسل کے لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ آج سے کچھ سال پہلے جماعت کا کیا حال تھا۔ کون کون سے مخلصین تھے جو قربانیوں میں آگے آئے اور پھر ان کے نتائج کیا نکلے۔ بہر حال اول مجاہدین کا جو دستہ تھا ان میں سے نو نام میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، ایک مولوی غلام حسین صاحب ایاز مرحوم، صوفی عبدالغفور صاحب مرحوم، صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز مرحوم، مولوی عبدالغفور صاحب مرحوم، محمد ابراہیم ناصر صاحب مرحوم، ملک محمد شریف صاحب گجرات مرحوم، اور مولوی محمد دین صاحب مرحوم، ان کے علاوہ تین خوش نصیب ایسے بھی تھے جو آج بھی زندہ ہیں۔ ان میں سے ایک حاجی احمد خان صاحب ایاز جو ہنگری کے مبلغ بنائے گئے تھے پھر پولینڈ بھی گئے تھے اور ایک مولوی رمضان علی صاحب جو آپ کی یعنی انگلستان کی جماعت کے ایک ممبر ہیں اور خدا کے فضل سے زندہ بھی ہیں اور صحت بھی اچھی ہے اور ایک چوہدری محمد اسحاق صاحب سیالکوٹی ہیں۔

تو یہ وہ خوش نصیب تھے جنہوں نے نہ صرف آواز پر لبیک کہا بلکہ ان کی پیشکش قبول فرمائی گئی اور ان کو تاریخی لحاظ سے یہ سعادت بخشی گئی کہ تحریک جدید کے اعلان کے بعد واقفین کا جو دستہ دنیا میں پھیلایا گیا ان میں یہ شامل ہوئے۔

دو شہداء کا بھی اور ایک اور مبلغ کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جو باقاعدہ وقف کر کے نظام کے تحت تو تبلیغ کے لئے نہیں نکلے لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی آواز سنتے ہی لبیک کہا اور مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لئے چلے گئے۔ ان میں سے تین دوستوں کا ذکر خاص طور پر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا کیونکہ ان کی قربانی سے حضرت مصلح موعودؓ بہت متاثر تھے۔ ایک ولی داد خان صاحب تھے۔ یہ افغانستان کے باشندے تھے جب ۱۹۳۴ء میں تحریک ہوئی تو اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے طور پر ہی واپس اپنے ملک تبلیغ کے لئے چلے گئے اور جانے سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ سے ہدایات لیں کہ کس رنگ میں تبلیغ ہونی چاہئے چنانچہ اس کے مطابق ایک عرصے تک دوستوں کو قادیان بھجواتے رہے اور ہندوستان میں جب بھی وہاں سے کوئی مسافر آتا تھا تو اس کو یہ تحریک کرتے تھے کہ احمدیوں سے رابطہ کرو۔ اس کے نتیجے میں تبلیغ پھل لانے لگی لیکن اس کے ساتھ ہی حسد بھی بڑھنے لگا۔ آخر اپنے ہی قریبی رشتے داروں نے ان کو ایک موقعہ پر جب یہ ہندوستان سے واپس جا رہے تھے تو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ دوسرے دوست عدالت خان تھے یہ خوشاب کی طرف کے غالباً شاہ پور خوشاب کے علاقے کے تھے۔ انہوں نے بھی وقف کے ساتھ ہی چین کے سفر کی نیت باندھی اور اس غرض سے یہ بھی پہلے افغانستان گئے لیکن پاسپورٹ نہیں تھا۔ اس لئے وہاں قید کر دیئے گئے اور قید کی حالت میں بھی تبلیغ کرتے رہے جس کا بہت اثر ہونا شروع ہوا۔ چنانچہ حکومت افغانستان نے ان کو پھر ملک بدر کر کے واپس ہندوستان بھجوا دیا۔ واپس آ کر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی اور کہا کہ اب میں چین کے ارادے سے جاتا ہوں۔ چنانچہ دوسری مرتبہ بھی چین کے ارادے سے نکلے تو اپنے ساتھ ایک دوست محمد رفیق صاحب کو بھی لے گئے۔ یہ ایک اور نوجوان تھے کشمیر میں ان کو نمونیہ ہو گیا اور اس نمونیہ کی حالت میں جب دیکھا کہ اب آخری سانس ہیں، وقت قریب آ گیا ہے تو حضرت مصلح موعودؓ ان کے اخلاص کا اور ایمان کا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت اور کوئی علاج میسر نہیں تھا اور موت سر پر کھڑی تھی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جلدی جاؤ اور کسی غیر احمدی

کو میرے ساتھ مباہلے پر آمادہ کرو۔ میرے بچنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں ہے اگر کوئی غیر احمدی اس وقت جبکہ میں جان کنی کی حالت میں ہوں گا مجھ سے مباہلہ کر لے گا تو خدا ضرور مجھے احمدیت کی صداقت کی خاطر بچا دے گا چنانچہ وہ باہر نکلے لیکن افسوس کہ جب خدا کی تقدیر آ چکی ہو تو پھر کوئی ترکیب کارگر نہیں ہوتی۔ چنانچہ پیشتر اس کے کہ وہ کسی کو لا سکتے انہوں نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو بھی شہدائے احمدیت میں شمار کیا کیونکہ تبلیغی سفر کے لئے نکلے تھے اور جس شان سے جان دی ہے، جس اخلاص کے ساتھ جان دی ہے اس سے یقیناً ان کا مقام شہداء سے کم شمار نہیں ہو سکتا۔

محمد رفیق صاحب جوان کے ساتھی تھے ان کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کے اس جذبے کو ہی قبول کرنا تھا کر لیا اور شاید اسی لئے ان کو یہ تحریک ہوئی کہ یہ اپنے ساتھ محمد رفیق کو لے جائیں چنانچہ محمد رفیق صاحب کو موقعہ ملا اور وہ کاشغر پہنچ گئے اور کاشغر میں جا کر انہوں نے تبلیغ کی اور اسی تبلیغ کے نتیجے میں حاجی جنود اللہ صاحب احمدی ہوئے اور پھر ان کے خاندان کے دوسرے دوست بھی، ان کے بڑے بھائی بھی اور کچھ باقی افراد خانہ بھی احمدی ہوئے، والدہ بھی احمدی ہوئیں اور وہ لوگ پھر ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ حاجی جنود اللہ صاحب کی ہمشیرہ ہمارے خاندان میں بیاہی گئیں۔ بھابھی فرخ ہم ان کو کہا کرتے تھے۔ سید بشیر شاہ صاحب جو میرے خالہ زاد بھائی تھے اور دواخانہ خدمت خلق کے ایک لمبا عرصہ تک انچارج کارکن رہے ہیں، ان کے ساتھ ان کا رشتہ طے ہوا اور ان کی اولاد یعنی بھابھی فرخ کی اولاد تو اب قریباً ساری ہی کینیڈا میں ہے سوائے ایک بچی کے جو یمن میں بیاہی گئی ہے اور ایک بچی جو ابھی پاکستان میں ہے لیکن حاجی جنود اللہ صاحب کی اولاد میں سے دو بچے یہاں آپ کی انگلستان کی جماعت کے ممبر رہے ہیں۔ ایک تو کینیڈا جا چکے ہیں اور ایک ابھی یہیں ہیں اور عنقریب ان کی شادی بھی ہونے والی ہے۔ باقی بچے ان کے کینیڈا میں ہی ہیں اور ایک بچہ جاپان میں ہے تو اس طرح یہ خاندان بھی خدا کے فضل سے دنیا کی مختلف جگہوں میں پھیل گیا اور مختلف جگہ یہ جوان کے بوٹے لگے ہیں اس کا خدا تعالیٰ کے فضل سے سہرا عدالت خان صاحب کے سر پر ہے جن کی دعاؤں اور اخلاص کے نتیجے میں محمد رفیق صاحب کو کاشغر جانے کی توفیق ملی اور پھر ان کے ذریعہ یہ خاندان احمدی ہوا۔ اس خاندان کے اس نوجوان

سے جو انگلستان میں ہیں میں نے ان سے بات کی تھی کہ آپ لوگوں کو اب چاہئے کہ کاشغر سے رابطے کریں۔اب تو رابطوں کی آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں، روکیں دور ہو رہی ہیں چنانچہ وہ پوری کوشش کر رہے ہیں اور جہاں تک ممکن ہے وہ تحقیق کر کے اپنے پرانے علاقے کا پتا کر رہے ہیں تا کہ وہاں خود جاسکیں یا ہم کسی واقف عارضی کو وہاں بھیج دیں تو وہاں جا کر پرانے روابط کو زندہ کیا جائے۔

بہر حال وہ تحریک جو ۱۹۳۴ء میں ایک بہت چھوٹی سی تحریک کے طور پر شروع ہوئی تھی اب جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی برکتیں پھیل رہی ہیں اور جو پھل اس نے پیدا کئے وہ آگے اپنے بیج دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور اس طرح ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی نشر و اشاعت کے سامان ہو رہے ہیں۔

چندے کا یہ حال ہے کہ اس زمانے میں تمام دنیا کے چندے کے وعدے ایک لاکھ ۲۶ ہزار تھے اور آج جو امریکہ سے اطلاع ملی ہے۔امریکہ کی تمام وصولی صرف ایک ملک کی اس زمانے کے وعدوں سے ۱۷ گناہ زیادہ ہے اور امریکہ (غالباً میں دیکھتا ہوں ادائیگیوں میں کس نمبر پہ آتا ہے) ہاں! امریکہ کا نمبر ادائیگی کے لحاظ سے چوتھا ہے تو چوتھے نمبر کی ادائیگی کا ملک ہے وہ اس زمانے کے تمام دنیا کے ممالک کے چندوں کے مقابل پر آج ۱۷ گناہ زیادہ چندہ دے رہا ہے۔اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان چندوں میں کتنی برکت پڑی۔لیکن چندوں میں برکت کی جب ہم بات کرتے ہیں تو دراصل یہ چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں۔اموال کے کم اور زیادہ ہونے کی بحث نہیں ہے۔ اگر اموال کی بات کریں تو ہماری ساری دنیا کا تحریک جدید کا جو چندہ ہے وہ آج کل کے بڑے بڑے امیروں کی دولت کے مقابل پر ایک قطرے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔اتنے بڑے بڑے واحد امراء دنیا میں موجود ہیں جن کی دولت جماعت احمدیہ کی مجموعی دولت کے لگ بھگ ہوگی۔اس لئے جب میں چندوں میں برکت کی بات کرتا ہوں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہمارے پاس غیر معمولی طور پر دولت اکٹھی ہوگئی ہے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاص میں بہت برکت دی۔ جماعت قلیل تعداد ہونے کے باوجود، غریب ہونے کے باوجود مالی قربانیوں میں آگے بڑھتی گئی ہے اور تھک کر پیچھے نہیں ہٹی اور ۵۶ سال کا عرصہ ہوگیا ہے اس تحریک کو بجائے اس کے کہ اس عرصے میں جب دو تین نسلیں آملی ہیں لوگ تھک جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت ہوگئی کافی دیر ہوگئی اب آہستہ آہستہ اس تحریک کو ختم

ہونا چاہئے کہ ہم اتنا عرصہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ برعکس صورت ہے اور سینکڑوں ایسے افراد ہیں جنہوں نے کھوج لگا کر اپنے آباء واجداد کے بند کھاتے دوبارہ جاری کئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ خود قربانی میں آگے بڑھ رہے ہیں بلکہ اپنے مرحوم والدین یا دیگر بزرگوں کا جب ان کو پتا چلتا ہے کہ وہ یہ چندہ دیا کرتے تھے اور اب ان کا کھاتہ بند ہے کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں تو پھر وہ ان کی طرف سے وہ چندے جاری کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے مجھے یہ بھی لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا کوئی بزرگ ایسا نہیں جس کا چندہ ہو لیکن میری بھی خواہش ہے اس لئے میری طرف سے کسی اور مرحوم بزرگ کا کھاتہ زندہ کر دیں اور اس کی طرف سے میں ادائیگی کرتا رہوں گا۔

اسی طرح اخلاص کے اور بہت سے ایسے نمونے سامنے آتے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے اور پہلی نسلوں کی نیکیوں کا جھنڈا موجودہ نسلوں نے نہ صرف اٹھایا ہے بلکہ بلند تر کرتی چلی جارہی ہے لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے اور میرے لئے اور آئندہ خلفاء کے لئے آپ کو یہ یاد دلاتے رہنا ضروری ہے کہ جو جھنڈے بلند ہوا کرتے ہیں یہ دراصل پہلی نسلوں کی قربانی کے نتیجے میں ایسا ہوا کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کے نتیجے میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ پہلی نسلوں کی دعائیں ان کی قربانیاں ان کی وہ حسرتیں کہ ہم دینا چاہتے تھے مگر دے نہیں سکے تو ایسی عظیم اور قوی دعائیں بن جایا کرتی ہیں کہ نسلاً بعد نسل وہ دعائیں پہنچتی رہتی ہیں اور پھل لاتی رہتی ہیں۔

ابھی ایک خاتون نے امریکہ سے مجھے لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ میری والدہ نے دودھ میں نہلایا ہے اور پھر یہ خیال کر کے کہ میں اپنے متعلق نہ سمجھ لوں، کہا کہ مجھے دودھ میں نہلایا ہے اس کی میں نے تعبیر کی اور وہ تعبیر یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرا رہا ہے کہ تمہیں اگر کوئی توفیق مل رہی ہے تو اس میں مرحوم بزرگوں کی دعاؤں کا دخل ہے اور ان ہی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ صرف اگلی نسل کو نہیں بلکہ بعض دفعہ پشت در پشت، سات سات پشتوں تک ان دعاؤں کے فیض پہنچاتا رہتا ہے۔ یہ میں آپ کو اس لئے یاد کرواتا ہوں کہ ان بزرگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جب ہم بہت ہی عظیم قربانیاں کر رہے ہوں تو ہمارے اندر یہ تکبر نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ ہم بہت بڑے ہو گئے ہیں بلکہ ان قربانیوں کے نتیجے میں یہ پھل لگ رہے ہیں جو اس وقت بہت چھوٹی دکھائی دیتی تھیں لیکن اپنی اندرونی قوت کے لحاظ سے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی

بڑی اور عظیم قربانیاں تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بارہا خطبات میں ان ابتدائی قربانی کرنے والوں کے ذکر کئے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو وہ اپنی کوئی چیز اٹھالایا کرتے تھے۔ کوئی کپڑا اٹھالائے، کوئی عورت بیچاری بکری لے آئی، کسی کے پاس اور کچھ نہیں تھا تو گھر کا ایک برتن اٹھالائی کہ میرے پاس یہی کچھ ہے اور کچھ نہیں ہے۔ اسی کو قبول فرمائیں۔ اس زمانے میں **حضرت مصلح موعودؓ نے پتا نہیں قبول فرمایا یا کس رنگ میں دلداری کی۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آسمان کے خدا نے ان قربانیوں کو ضرور قبول فرمایا ہے اور آج جو ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کے مرد اور عورتیں اور بچے دینی قربانیوں میں آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں میرا تو یہ کامل یقین ہے کہ اس میں ان ابتدائی قربانی کرنے والوں کا بھی دخل ہے اور ان قربانی نہ کرسکنے والوں کی حسرتوں کا بھی دخل ہے۔**

حسرتوں کو بھی خدا قبول فرماتا ہے چنانچہ دیکھیں قرآن کریم میں ان صحابہ کا ذکر بھی موجود ہے اور کتنے پیار سے موجود ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو جہاد کے لئے پیش کیا مگر رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، کوئی سواری نہیں ہے جس پر میں تمہیں میدان جہاد تک پہنچا سکوں۔ اس پر وہ اس حال میں واپس مڑے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے ہم جان بھی اپنی پیش نہیں کرسکتے۔ اب دیکھیں یہ حسرت ہی تو تھی لیکن قربانی کرنے والوں کا اس شان کا ذکر آپ کو قرآن کریم میں اور نظر نہیں آئے گا جیسا کہ ان حسرتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

پس ہماری آج کی ترقیات میں جو ہم ۵۶ سال کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں دیکھ رہے ہیں اور جماعت احمدیہ ایک عظیم الشان درخت ہی نہیں بلکہ بے شمار عظیم الشان درختوں میں تبدیل ہوتی چلی جارہی ہے تو یاد رکھیں کہ ان میں اول نسل کے اولین احمدیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے لے کر آج تک ان سب احمدیوں کی قربانیوں کا دخل ہے جو قربانیاں پیش کرسکے یا قربانیاں پیش کرنے کی حسرتیں لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ پس ان سب کے لئے ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور ان کی دعاؤں کے طفیل ان کی برکت کو محسوس کرتے ہوئے اگر ہم ان کیلئے دعائیں کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگلی نسلیں آپ کو دعاؤں میں یاد رکھیں گی، یہ فیض جاری رہے گا۔ جو بیج آج آپ بوئیں گے وہ کل کے درخت بننے والے ہیں

اور جو آج درخت ہیں یہ عظیم الشان جنگلوں اور چمنوں میں تبدیل ہونے والے ہیں اس لئے اپنے پہلوں کو اگر آپ یاد رکھیں اور ان کے لئے دعائیں کیا کریں تو اللہ تعالیٰ آئندہ نسلاً بعد نسلٍ آپ کے ذکر کو زندہ رکھے گا اور آپ کے لئے دعائیں کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔

پس وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جن کے پہلے بھی دعائیں ہوں جن کے بعد میں بھی دعائیں ہوں اور وہ خود بھی دعاؤں کے سائے تلے پرورش پا رہے ہوں پس حقیقت میں دعا ہی ہے جس کے ذریعہ ہم نے تمام دنیا میں اسلام کو از سرنو غالب کرنا ہے اور ان دعاؤں کے نتیجے میں اور ان کے سائے تلے ہم نے قربانیوں میں آگے بڑھنا ہے۔

جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے مختصراً میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حسب سابق خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان آج بھی صف اول میں ہے اور پاکستان کی تمام جماعتوں کے اگرچہ تفصیلی اعداد و شمار ابھی مجھے نہیں پہنچے لیکن اب تک کے جو اعداد و شمار ہیں ان کی رو سے کراچی کی جماعت اپنی تحریک جدید کی ادائیگیوں میں اول ہے۔ دس لاکھ کا ان کا دعدہ تھا اور حالات کے بے حد خراب ہونے کے باوجود، افراتفری، ظلم، لوٹ مار، بے چینی، بد اطمینانی، تجارتوں کی ناکامی، ہر قسم کے خطرات کے باوجود بجائے اس کے کہ دس لاکھ سے کم ادائیگی کرتے، کراچی نے چودہ لاکھ ادائیگی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ان کے لئے مبارک فرمائے اور ان کا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف رواں رہے۔ دنیا بھر میں پاکستان بہرحال اول ہے اور جرمنی نے جو یہ اعزاز حاصل کیا تھا کہ وہ دوسرے نمبر پر آئے وہ نہ صرف اس اعزاز کو خدا کے فضل سے قائم رکھے ہوئے ہے بلکہ آگے بڑھ رہا ہے اور دوسری جماعتوں کو جو پہلے اس کے شانہ بشانہ تھیں اور پیچھے چھوڑتا چلا جا رہا ہے اور فاصلے بڑھا رہا ہے۔ تیسرے نمبر پر United Kingdom ہے یعنی انگلستان کی جماعت جہاں میں آج کھڑے ہو کر یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ اس جماعت میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا بڑا جذبہ ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وصولی کے انتظام میں کوئی کمزوری ہے کیونکہ آج تک کی جیسی رپورٹ بعض دور دور کے ممالک سے مل گئی ہے یہاں سے نہیں مل سکی اور تازہ رپورٹ میں ایسی نہیں پیش کر سکتا جس کے مطابق میں آپ کو بتا سکوں کہ برطانیہ کا نوے ہزار کا وعدہ تھا اور تا حال وصولی کی اطلاع اکہتر ہزار سات سو دو پاؤنڈ ہے جبکہ جرمنی کا وعدہ ایک لاکھ پینتیس ہزار پاؤنڈ تھا اور وصولی تا حال ایک لاکھ چھتیس ہزار ہو چکی

ہے۔تو ان دونوں پہلوؤں سے جرمنی کی جماعت نہ صرف انگلستان کی جماعت کو پیچھے چھوڑ گئی ہے بلکہ فاصلہ زیادہ بڑھا چکی ہے اور اب تو تقریباً ایک اور دو کی بات ہوگئی ہے۔ بہر حال خدا کرے کہ آپ کی جماعت کو بھی تعداد میں ویسی برکت ملے اور اخلاص اور قربانیوں میں بھی اور مالی استطاعت میں بھی ویسی برکت ملے کہ آپ مقابلے کی اس دوڑ میں آگے بڑھ سکیں اگر برابر نہیں ہو سکتے آگے نہیں بڑھ سکتے تو کم سے کم فاصلہ کم کرنے کی کوشش کریں۔

چوتھے نمبر پر امریکہ ہے اور امریکہ نے جتنا وعدہ لکھوایا تھا اکسٹھ ہزار پانچ سو اُنتالیس، وہ پورا کر دیا ہے اور پھر کینیڈا ہے جس نے اکتالیس ہزار اسّی کا وعدہ کیا تھا آج ہی اطلاع ملی ہے کہ ان کا وعدہ بھی پورا ہو چکا ہے پھر انڈونیشیا آتا ہے۔اس کے بعد ہندوستان ہے۔ پھر جاپان ہے۔ انڈونیشیا بھی خدا کے فضل سے مالی قربانی میں مسلسل مضبوط قدموں سے آگے بڑھ رہا ہے اور ہر سال انڈونیشیا کی جماعت کا ہر مالی قربانی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قدم آگے ہے اور انتظامی لحاظ سے بھی وہ باقی دنیا کی مجالس کے لئے ایک نمونہ ہے۔

جاپان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ باوجود اس کے کہ بہت چھوٹی جماعت ہے لیکن قربانی میں غیر معمولی طور پر ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ دو سال پہلے تک وہاں جاپان خود کفیل نہیں تھا اور نسبتاً ان کا چندہ اتنا کم تھا کہ باہر سے ایک خطیر رقم ان کے اخراجات پورے کرنے کے لئے بھجوانی پڑتی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ٹوکیو کا مشن بند کر دیا جائے اور صرف ناگویا کا مشن جاری رکھا جائے۔اس پر جماعت نے ردعمل دکھایا اور احتجاجی خط ملے اور وعدے ملے کہ ہم قربانی میں آگے بڑھیں گے۔آپ مشن بند نہ کریں پھر جب میں نے دورہ کیا تو کچھ نوجوان جو نسبتاً کمزور بھی تھے ان میں بھی خدا کے فضل سے نئی زندگی پیدا ہوئی اور اب جاپان خدا کے فضل سے دونوں جگہ مشنوں کے اخراجات میں خود کفیل ہے اور اس کے علاوہ اور کئی قسم کی قربانیوں میں بھی آگے بڑھ رہا ہے۔تحریک جدید کے لحاظ سے جاپان کی چھوٹی سی جماعت کا چندہ دس ہزار پونڈ سے آگے بڑھ چکا ہے اور تمام دنیا میں فی کس چندہ دہندہ کے لحاظ سے یہ دنیا کی ہر دوسری جماعت سے آگے ہوگئی ہے۔ پس اس پہلو سے جماعت جاپان بھی قربانی کے لحاظ سے ذکر کے لائق ہے اور دعاؤں میں یاد رکھنے کے لائق ہے۔

جہاں تک مجموعی چندوں کا موازنہ ہے یعنی ہمارے پچھلے سال سے جو موازنہ ہے وہ یہ ہے

کہ ۸۹ء،۸۸ء میں دنیا بھر کی جماعتوں کی طرف سے پانچ لاکھ اکیس ہزار سات سوتیس پاؤنڈ کے وعدے اور وصولی پانچ لاکھ نوے ہزار آٹھ سو چھتیس یعنی انہتر ہزار ایک سو چھ اضافہ کے ساتھ وصولی ہوئی اور ۹۰ء۔۸۹ء میں یعنی جو سال چند دن ہوئے دو تین دن پہلے اختتام پذیر ہوا۔اس میں وعدے تھے پانچ لاکھ چھیانوے ہزار آٹھ سو بائیس اور وصولی ہوئی چھ لاکھ بہتّر ہزار دو سو اسّی۔یعنی خدا تعالیٰ کے فضل سے وعدوں کے مقابل پر پچھتر ہزار چار سو اٹھاون وصولی زیادہ ہوئی اور جہاں تک فیصد اضافے کا تعلق ہے گزشتہ سال کے مقابل پر یہ سال جو پیچھے گزرا ہے اس سے پہلے سال کے مقابل پر اس گزرے ہوئے سال میں (۱۲.۹) فیصد آمد میں اضافہ ہوا۔

افریقن ممالک میں ماریشس صف اول میں بھی ہے اور افریقہ میں خدا کے فضل سے پہلا بھی ہے اور ماریشس کی جماعت بھی اپنے نظم وضبط کے لحاظ سے باقاعدگی کے لحاظ سے اور قربانیوں میں دن بدن آگے بڑھنے کے لحاظ سے بہت ہی اچھی مثالی جماعت ہے۔

مشرق بعید کے ممالک کے اعتبار سے ترتیب یوں بنتی ہے کہ انڈونیشیا اول جاپان دوم فجی سوم اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ ان کے بعد آتے ہیں افریقہ سے رپورٹیں پوری نہیں آئیں لیکن جو آئی ہیں ان کے لحاظ سے ماریشس پہلے پھر نائیجریا پھر گیمبیا پھر کینیا پھر بینین پھر یوگنڈا اور بعض بڑے بڑے ممالک غانا اور سیرالیون وغیرہ کی رپورٹیں چونکہ شامل نہیں اس لئے ان کا موزانہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

یورپ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جرمنی اول ہے یو۔کے دوم اور ناروے اس کے بعد پھر ڈنمارک، پھر ہالینڈ پھر سوئٹزرلینڈ پھر سویڈن پھر سپین پھر بیلجیم، پھر پرتگال۔

آج میں تحریک جدید کے ۵۷ ویں سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ نیکی کی جو عظیم الشان روایات جماعت پیچھے چھوڑ آئی ہے جن کا بہت ہی مختصر ذکر میں نے کیا ہے ان روایات کو قائم رکھتے ہوئے تمام دنیا کی جماعتیں امسال بھی قربانی کے ہر میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک نئے تقاضوں کا تعلق ہے اس ضمن میں میں بہت سی باتیں چھوڑ کر وقت کے لحاظ سے صرف ایک بات آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ مشرقی یورپ اور روس میں جو نئے میدان تبلیغ کے کھلے ہیں ان کا بھی گہرا تعلق تحریک جدید کے آغاز سے ہے۔تحریک جدید کے آغاز ہی میں روس

اور چین اور مشرقی یورپ میں جماعت کی طرف سے باقاعدہ یا اپنے طور پر طوعی کام کرنے والے مبلغین پہنچ چکے تھے اور اپنی قربانیوں کی ایک بہت ہی دردناک اور عظیم داستان یہ لوگ وہاں چھوڑ آئے ہیں۔ان قربانیوں کو وہاں سے لینا ہے اور آگے بڑھانا ہے۔اس سلسلے میں میں وقف کی ایک تحریک کر چکا ہوں جس میں بہت سے مخلصین نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ عارضی وقف کرنے والے جنہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے انتظار کر رہے ہوں گے کہ وہ درخواستیں کہاں چلی گئیں وہ یاد رکھیں کہ ان پر بہت توجہ کے ساتھ اور تفصیل کے ساتھ غور ہو رہا ہے اور ضروری معلومات اکٹھی کی جارہی ہیں اور ضروری انتظامات کئے جارہے ہیں۔نئی جگہوں پر اس زمانے میں اس طرح بھجوا دینا کہ کوئی شخص سر اٹھا کر جدھر رخ بنے اس طرف چل پڑے یہ کوئی مناسب طریق نہیں ہے۔ان تمام علاقوں کے متعلق چھان بین ہونی ضروری ہے ان کے جغرافیائی حالات ان کے تاریخی حالات ان کے موجودہ تمدنی اخلاقی حالات وغیرہ وغیرہ اور رہن سہن کے طریق،اخراجات کتنے اٹھیں گے اور کیا کیا دقتیں ہیں جو درپیش ہوسکتی ہیں۔زبان کے مسائل کیسے حل ہوں گے،لٹریچر کیا لے کر جائیں گے،اجازت نامے کیسے ملیں گے غرضیکہ اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جن پر باقاعدہ بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ تحقیق ہو رہی ہے اور کوائف مرتب ہو رہے ہیں اور موسموں کو بھی دیکھنا پڑے گا کون سے موسم وہاں موزوں رہیں گے۔ جب بھی یہ تیاری ہو جائے گی۔تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ واقفین کو باقاعدہ ایک تفصیلی ہدایت نامہ بھجوائیں گے اور ان کی پوری راہنمائی کریں گے کہ آپ اگر فلاں علاقے میں جانا چاہتے ہیں تو اس طرح جائیں۔یہ یہ ضروریات ہیں، یہ یہ امور پیش نظر رہنے چاہئیں اور جماعت اس معاملے میں کیا مدد کر سکے گی۔

پھر بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں کے لئے ابھی مناسب تعداد میں لٹریچر موجود نہیں ہے اور لٹریچر میں سے بعض ایسی کتابیں اور رسالے ہیں جو چھپ رہے ہیں،بعض ابھی تیار ہو رہے ہیں۔نئی زبانیں ہیں جن پر ہمیں کوئی اختیار نہیں۔ابھی کوئی احمدی ان زبانوں کا ماہر نہیں بنا تو ماہرین بھی ڈھونڈنے پڑتے ہیں پھر صحیح تراجم کے لئے جو احتیاطیں ضروری ہیں وہ بھی ضروری ہیں اور وقت طلب بھی ہیں۔تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دو تین ماہ کے اندر اندر میں امید رکھتا ہوں ہمارے واقفین کو رسالے کے رسالے ان علاقوں میں جانا شروع ہو جائیں گے اور ایک دو پہلے جا بھی چکے

ہیں۔ بعض لوگ جن کے پاس مالی توفیق نہیں ہوئی وقف کرتے ہیں ان کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ وہ وقف بے شک کریں لیکن اگر بعض لوگوں نے جس طرح کہ بعض ہمارے مخلصین ابھی کر رہے ہیں روپے بھجوانے شروع کئے یا وعدے کئے کہ آپ اپنی طرف سے جس کو چاہیں بھجوائیں ہم وقف ہیں وقت نہیں دے سکتے مگر رقم مہیا کر سکتے ہیں۔ ایسی رقمیں بھجوائیں اور جیسا کہ میں نے کہا بھجوا بھی رہے ہیں اور وہ اتنی کافی ہوئیں کہ سارے خواہشمندوں کو بھجوایا جا سکے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب کو بھجوائیں گے لیکن اگر اتنی کافی نہ ہوئیں تو پھر جو خواہشمند ہیں ان میں سے انتخاب کرنا ہوگا اور جو نسبتاً زیادہ اہلیت والے ہیں ان کو بھجوا سکیں گے۔

زبانوں کے متعلق بھی معلومات بھجوائی جائیں گی لیکن یہ یاد رکھیں کہ وقف یعنی عارضی وقف کرتے وقت آپ کے ذہن میں جو بھی ملک ہے۔ مشرقی یورپ کا ہو، روس ہو یا چین ہو جو بھی نئے ممالک ہمارے پیش نظر ہیں ان میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو یا اپنا طبعی رجحان پاتے ہوں۔ ان کی زبان سیکھنی شروع کر دیں اور سرِ دست ابتدائی تعلیم کے لئے جو عام ٹکسالی کی چھوٹی چھوٹی کتابیں یا کیسٹس وغیرہ مہیا ہیں اس سے آپ بے شک کام لیں۔ ابتدائی تعارف ضرور ہو جانا چاہئے۔ روزمرہ کی چند باتیں کرنی آجائیں اور بعد میں ہم آپ کو جو لٹریچر دیں گے اس سے بہت سی ضرورت پوری ہو جائے گی لیکن کچھ تعارف کے بعد جب آپ وہاں جائیں گے تو وہاں زبان سیکھنی زیادہ آسان ہوگی۔ پہلے سے تعارف ہو تو پھر بہت جلدی انسان رواں ہو جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پانی جب خشک جگہ پہ پھینکتے ہیں تو کس طرح آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے لیکن پانی کو ایک پتلی سی بھی گیلی لکیر مل جائے تو بڑی تیزی سے اس پر بہنے لگتا ہے تو پہلے پانی مہیا نہیں تو گیلی لکیریں ہی اپنے اوپر ڈال لیں ان زبان کی گیلی لکیروں پر پھر زبان روانی سے چلے گی۔ تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے جماعت کو بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی ہم آپ کے لئے پوری محنت سے تیاری کر سکیں اور آپ اپنی ذاتی ذمہ داریاں بھی ادا کریں اور دعا بہت کریں۔

یہ آخری بات ہے لیکن ہر پہلی بات سے زیادہ افضل اور زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے۔ دعا میں جو برکت ہے اس کی کوئی مثال دنیا میں اور کسی تدبیر میں نہیں ہے۔ دعا میں تدبیر اور دعا دونوں باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بہت ہی لطیف روشنی

ڈالی ہے اور بہت ہی گہری حکیمانہ باتیں بیان فرمائی ہیں۔ خلاصہ یہی ہے کہ دعا دنیا کی سب سے عظیم تدبیر ہے جو تقدیر پر جال ڈالتی ہے اس سے بڑی تدبیر کیا ہوگی جو تقدیر کو اپنے دام میں لے لے اور تقدیر الٰہی اور انسانی کوششیں جب اکٹھی مل کر آگے بڑھتی ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسے آگے بڑھنے والے کی راہ نہیں روک سکتی۔ پس ان دعاؤں سے بھی بہت کام لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور یہ عظیم پہاڑ جو ہمارے سامنے کھڑے ہیں انہیں سر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:

اب چونکہ دن چھوٹے ہو چکے ہیں اور جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو عصر کی نماز کا وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے کیونکہ آج کل اڑھائی اور تین کے درمیان عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لئے جب تک یہ دن چھوٹے ہیں اور ان کا تقاضا رہے گا اس وقت تک ہم جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع کرتے رہیں گے۔ پس آج پہلے دن اسی ضرورت کے پیش نظر جمعہ کے معاً بعد عصر کی نماز بھی ساتھ ہی پڑھی جائے گی۔